تکثر ازواج النبی صلعم

از

(محترم اکم صاحب مظفر نگری)

وابیض یستقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

فرستادگانِ الٰہی کی تاریخِ حیات پڑھنے سے بعض ایسے مقامات سامنے آتے ہیں جہاں فکرِ انسانی کچھ دیر کے لئے ٹھہر جاتی ہے اور واقعات کی تہ میں چھپے ہوئے پوشیدہ رازوں کا پتہ لگانے کے لئے پوری کوشش کرتی ہے۔ جن کو تائید فطرت حاصل ہے اور جن کا شعور توفیق الٰہی سے پرورش پاچکا ہے وہ حقائق کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں اور صداقت و عقیدتِ راسخہ کی مدد سے اپنی حقیقی منزل تک رسائی حاصل کر لیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ ظنِ فاسد اور بدگمانی کا شکار ہوتے ہیں وہ بجائے صراط مستقیم پر پہنچنے کے ایک ایسی غلط راہ اختیار کر لیتے ہیں جو ان کو زندگی بھر گمراہ رکھتی ہے۔ وسوسۂ شیطان ان کو اتنی مہلت ہی نہیں دیتا کہ وہ حق و باطل میں امتیاز کر سکیں۔

چونکہ منصبِ نبوت و رسالت کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ انسانی زندگی کی تاریکیوں کے تمام گوشے روشن کئے جائیں اور معاشرتِ حیات کو روحانی برکتوں سے اس طرح ابھارا جائے کہ انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کائنات ارضی کے لئے مایۂ رحمت بن جائے۔ اس لئے وہ پاک نفوس ان تمام وسائلِ فطری کو اختیار کرتے ہیں جن سے انسان کی عملی زندگی کی صحیح طور پر تعمیر ہو سکے۔

اگر کسی فرد یا جماعت کو ان کے اعمالِ حیات اور آئین تبلیغ میں نقائص نظر آتے ہیں تو دراصل وہ ناقص اور تربیتِ فاسدہ کا قصور ہوتا ہے یا پھر یہ کہ محض ضد اور تعصب کے غلط جذبے کی بنا پر ان کی مخالفت کی جاتی ہے۔

صلعم جو خاتم النبین ہیں اور جن کی تعلیم و تبلیغ ارتقائے حیات انسانی کا آخری نمونہ ہے ان کی حیات

طیبہ کا ہر گوشہ مبلغ صداقت اور انسانیت کی تکمیل کے لئے ایک اسوۂ حسنہ کا حکم رکھتا ہے آپ کی تمام زندگی سرتاپا چشمۂ ہدایت ہے۔

ہم اس مختصر مضمون میں آپ کی زندگی کے ایک خاص تبلیغی پہلو پر نگاہ ڈالنا چاہتے ہیں اور وہ ہے تعدد و تکثر ازواج بعض ظاہر بیں نگاہوں میں آپ کا یہ عمل سبب اعتراض بنا ہوا ہے اس مختصر مضمون میں ہمارا خطاب صرف انھیں حضرات سے ہے جو طالب صداقت اور مویدِ فطرت ہیں ایسے لوگ جو ہر روشنی کو ظلمت کہنے کے عادی ہیں ہمارے مخاطب نہیں ہیں۔

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ آنحضرت صلعم مکارم اخلاق کے لحاظ سے اپنی قوم میں عادل، امین اور یتیموں کی پناہ سمجھے جاتے تھے ابو طالب کا ایک شعر جو عنوان مضمون ہے وہ اس حقیقت کی طرف مکمل اشارہ کر رہا ہے اس میں آپ کو امین، صادق اور بیواؤں کے محافظ وغیرہ خطابات سے یاد کیا گیا ہے۔

آنحضرت صلعم کی تاریخ حیات پر نظرِ انصاف رکھنے والا آسانی سے یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ تکثر و تعدد نکاح جن صورتوں میں واقع ہوا وہ عین مصلحت اور نہایت ضروری تھا اور اس سے چند ایسی مصلحتیں مدِ نظر تھیں کہ جو فرائض و تبلیغ نبوت کے ساتھ ساتھ انسانی زندگی کی مدد معاون تھیں اور جن سے چند بیوائیں اور یتیم بچوں کی پرورش، دوستوں کے ساتھ احسان اور دشمنوں کی مدارات مدِ نظر تھیں، تفصیل اس اجمال کی یہ ہے

آنحضرت صلعم نے جب اس جہان فانی سے رحلت فرمائی تو اس وقت یہ ۹ ازواج تھیں

سودہ۔ عائشہ۔ حفصہ۔ ام سلمہ۔ زینب بنت جحش۔ جوریہ۔ ام حبیبہ۔ صفیہ۔ میمونہ (مجمع البحار)

حضرت سودہ

فتح مکہ کے بعد بنی عبد شمس اسلام لائے لیکن ابھی ان کے اسلام میں وہ پختگی موجود نہ تھی جو ایک والہانہ جذبہ رکھتی ہے حضرت سودہ اسی خاندان سے تھیں آپ چاہتے تھے کہ اس اتحاد کی بنیادیں مضبوط ہو جائیں اس لئے آپ نے ان سے نکاح کیا اس کے علاوہ مہاجر ہونے کے ساتھ ان کا بیوہ ہو جانا بھی اس نکاح کا خاص سبب تھا۔ عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد شمس جو حضرت سودہ کا بھائی تھا وہ مشرف

باسلام ہوا اور اس کی وجہ سے بنی عبد شمس کے اور افراد پر اس واقعہ کا خاص اثر پڑا۔

ملاحظہ ہو قسطلانی جلد چہارم

"عبد بن زمعہ بن قیس بن عبد الشمس القرشی العامری اسلم یوم الفتح وھو اخو سودۃ ام المومنین"

حضرت عائشہ

تاریخ اسلام کے اس واقعہ سے کوئی بھی انکار نہیں کرسکتا کہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلعم کی جانی اور مالی خدمات سب سے زیادہ کی ہیں چنانچہ ایسے دوست اور رفیقِ کار سے حقیقی موانست اسی صورت میں ممکن تھی کہ ان کی لخت جگر سے رشتہ مناکحت قائم ہو اور اس طرح حضرت ابوبکرؓ کی عظمت و مکرمت میں اضافہ کیا جائے۔

آنحضرت صلعم فرماتے ہیں۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مالاحد عندنا ید الا کافیناہ ماخلا ابوبکر فان لہ عندنا یدا یکافئہ اللہ یوم القیامۃ وما نفعنی مال احد قط ما نفعنی مال ابوبکر (ترمذی)

آپ نے فرمایا سب سے زیادہ احسان کرنے والا میرے ساتھ رہنے اور مال خرچ کرنے والا ابوبکر ہے جو احسان مجھ پر لوگوں کے ہوئے ہیں میں ان کی مکافاۃ کرچکا ہوں بجز احسان ابوبکر کے جس کی مکافات خدائے تعالیٰ قیامت کے دن کرے گا جس قدر ابوبکر کا مال میرے کام آیا کسی کا نہیں آیا۔

اس روایت کو مدِنظر رکھتے ہوئے کون اس حقیقت سے انکار کرسکتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے [حضر]ت ابوبکرؓ کی عظمت و مکرمت بڑھانے کے لئے یہ رشتہ قائم کیا تھا اور اس صورت میں ان کو جو [...]نی گئی اور کسی طرح ممکن نہ تھی۔

ترمذی کی روایت کی تائید میں امام بخاری کی یہ روایت بھی سامنے رکھنی چاہیئے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم   آنحضرت صلعم نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرکے فرمایا

ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت وقال ابو بکر صدقت وواسانی بنفسہ ومالہ

حضرت صدیق اکبر نے اس وقت میری رسالت کی تصدیق کی تھی جب تم نے تکذیب کی، ابوبکر نے جان و مال سے میری مواسات کی ہے۔

ظاہر ہے کہ ابوبکر جیسے محسن اور جان و مال سے مواساۃ کرنے والے کو سرفراز کرنا اور اس کی عزت بڑھانا آنحضرت صلعم کے لئے کتنا ضروری تھا سو اس مقصد کی تکمیل جس طرح کی گئی وہ اپنی جگہ حقیقت افروز بھی ہے اور سبق آموز بھی۔

حضرت حفصہ

حضرت حفصہ سے نبوت کے سولہویں سال اور ہجرت کے تیسرے سال میں نکاح ہوا تھا اس وقت آنحضرت صلعم کی عمر چھپن[۵۶] سال کی تھی اس تزوج کا مقصد بھی قریب قریب وہی تھا جو حضرت عائشہ سے نکاح کرنے کا تھا جس طرح حضرت ابوبکرؓ کی عزت و حرمت بڑھانی منظور تھی اسی طرح حضرت عمرؓ کے اعزاز میں اضافہ مدنظر تھا، کیونکہ احادیث و سیر پر نظر رکھنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت عمرؓ کی خدمات بھی اس قابل تھیں کہ ان کی مکافاۃ کی جائے۔

حضرت عمرؓ کے مشرف باسلام ہونے سے اسلام کو ایسی تقویت حاصل ہوئی تھی کہ مسلمانوں کو علانیہ مسجد میں نماز پڑھنے کی جرأت ہوئی آپ کی استقامت واصابتِ رائے بھی اپنی جگہ قابل تحسین تھی۔

قال رسول اللہ صلعم ما من نبی الا ولہ وزیران من اھل السماء ووزیران من اھل الارض فاما وزیرای من اھل السماء فجبرائیل و میکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر وعمر رضی اللہ عنھما (ترمذی)

آپ نے فرمایا ہر ایک نبی کے لئے دو وزیر آسمان والوں سے اور دو وزیر زمین والوں سے ہوتے ہیں میرے آسمانی وزیر میکائیل و جبرائیل ہیں اور زمین والوں سے ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

اس حدیث سے شیخین کے مرتبہ کا تعین مقصود ہے ظاہر ہے کہ جو حضرات نبوت و رسالت سے اس درجہ قریب تھے اور جن کی زندگی خدمتِ نبوت کے لئے وقف تھی ان کی دلجوئی اور ان کے اعزاز میں جس قدر بھی اضافہ کیا جائے وہ قرینِ مصلحت و انصاف تھا یہاں اس حقیقت کو بھی فراموش نہ کرنا چاہئے کہ جیسے مراتب شیخین کے تھے ویسے ہی حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے بھی تھے یہی وجہ ہے کہ ان کو دوسرے طریقے سے عزت بخشی گئی یعنی شرف مصاہرۃ سے سرفراز فرمایا گیا۔ دنیوی بادشاہوں کی تاریخ پر نظر ڈال لیجئے جن لوگوں کو بادشاہوں نے خسر یا دامادی کی عزت بخشی ان کا مرتبہ سب سے زیادہ قابل احترام سمجھا گیا بالکل اسی طرح دین کے بادشاہ نے خلفائے اربعہ کو دوسروں کے مقابلے میں عزت بخشی اور ان کی قدر و منزلت بڑھانے کے لئے وہی طریقے اختیار کئے جو فطری تھے اور اخوت و مواسنتِ انسانی کے استحکام و بقا کے لئے بہترین ذریعہ قرار دئے جا سکتے تھے یہاں حظ نفسانی کے تصور کو دخل دینا اخلاقی اور دینی معصیت کے علاوہ حقائق سے انکار کر دینے کا بدترین مظاہرہ ہے۔

حضرت ام سلمہ

جب حضرت ام سلمہ کے پہلے شوہر حضرت ابو سلمہ فوت ہو گئے تو ان پر اس واقعہ کا نہایت ناگوار اثر پڑا وہ ہر وقت گریہ وزاری میں مشغول رہتی تھیں اور کہتی تھیں کہ اب ان کو ابو سلمہ جیسا شوہر نصیب نہ ہوگا۔ آنحضرت صلعم نے ان کو سمجھایا اور مسلسل جزع و فزع سے منع کیا جب آپ نے پیغامِ نکاح بھیجا تو انہوں نے عذر کیا اور کہا کہ میں صاحب اولاد ہوں اور غیرت مند بھی مطلب یہ تھا کہ حضور کی دوسری ازواج پر مجھے غیرت آئے گی آپ نے فرمایا تیرے بچوں کی پرورش بھی ہو گی اور تیری غیرت کے لئے دعا بھی کی جائے گی کہ تو اس سے محفوظ رہے چنانچہ ہجرت کے چوتھے سال جب کی عمر ستاون ۵۷ سال کی تھی یہ نکاح ہوا۔ مجمع ص۵۴۷ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اس عاجز بیوہ کی دستگیری بطریق احسن ہوئی اور اس کے بچوں کی پرورش بھی یہ نکاح ثابت کرتا ہے کہ در حقیقت آپ ثمال الیتامٰی بھی تھے اور عصمۃ للارامل بھی۔

حضرت زینب بنت جحش

ثم تزوج زینب بنت جحش من بنی اسد ابن خزیمۃ وھی ابنۃ عمتہ امیمۃ (زاد المعاد) فی الخامسۃ من الھجرۃ تزوج زینب وامھا امیمۃ بنت عبد المطلب (مجمع ۵۳)

یہ نکاح ہجرت کے پانچویں سال ہوا جبکہ آپ کی عمر اٹھاون کی تھی حضرت زینب نسب میں شریف تھیں اور آنحضرت صلعم کی پھوپی امیمہ کی بیٹی تھیں

اس نکاح کا مقصد کیا تھا اس کو خود قرآن مجید نے اپنی زبان میں بیان کیا ہے

"ہم نے اس کا نکاح تیرے ساتھ اس لئے کرایا ہے کہ مومنوں پر اپنے لے پالکوں کی بیویوں کے نکاح میں تنگی نہ رہے۔

حضرت زینب بنت جحش کا شوہر آنحضرت صلعم کا آزاد کیا ہوا غلام تھا ان کو زید کی زوجیت میں رہنا پسند نہ تھا صرف آنحضرت صلعم کے فرمانے سے انھوں نے منظور کر لیا تھا۔ بعد نکاح زید کی ایسی قدر نہیں کرتی تھیں جس کا کہ خاوند مستحق ہوتا ہے بعض روایات سے ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ زید کے ساتھ نامناسب برتاؤ کرتی تھیں اور طعن وتشنیع تک نوبت پہنچ جاتی تھی، جناب زید نے آنحضرت صلعم سے شکایت کی اور طلاق دینا چاہا لیکن آنحضرت صلعم نے طلاق دینے سے منع فرمایا لیکن خدائے تعالیٰ نے بذریعہ الہام آنحضرت صلعم کو بتا دیا تھا کہ یہ طلاق ضرور ہوگی اور زینب تمہارے نکاح میں آئے گی۔ اگرچہ آنحضرت صلعم بتقاضائے بشریت اس نکاح کے لئے تیار نہ تھے اور سمجھتے تھے کہ دیگر لوگ اس باب میں طعن وتعریض سے کام لیں گے آخر زید نے ان کو طلاق دے دی اور اس طرح خدائے تعالیٰ نے اپنے رسول پر الہام کیا۔

زید نے اس کو طلاق دے دی ہے ہم نے اس کا نکاح تیرے ساتھ اس لئے کر دیا تاکہ اہل ایمان کو اپنے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح میں تنگی نہ رہے۔

حضرت زینب کے نکاح کی وجہ صاف طور پر ظاہر ہے یہ نکاح منشائے خداوندی کے مطابق

ہوا اور اس نکاح کے وقوع سے ایک ایسے مسئلے کی تنقیح ہو گئی جس میں امت اسلامیہ کے لئے کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جانے کا احتمال تھا آنحضرت صلعم کی تمام زندگی احکامِ شرعیہ کا آئینہ ہے اور ایسا آئینہ کہ جس میں حقائقِ اسلام کے تمام خد و خال نظر آتے ہیں آپ کے تمام افعال کتاب و سنت کی مکمل تفسیر ہیں

بعض مفسرین نے اس نکاح کے ذیل میں ایک نہایت غلط داستان نقل کر دی اور وہ یہ کہ ایک روز آنحضرت صلعم کی نگاہ زینب پر پڑ گئی اور آپ کو اس کی شکل پسند آگئی زید کو خبر ہوئی تو اس نے بپاسِ خاطر آنحضرت صلعم اس کو طلاق دے دی وغیرہ وغیرہ۔ درحقیقت بعض حضرات کو قرآن کی اس عبارت سے دھوکا ہوا۔

وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ — تم اس بات کو اپنے دل میں چھپاتے تھے جس کو آخر کار اللہ ظاہر کرنے والا تھا۔

اس آیت کا صاف مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے دل میں یہی بات تھی کہ طلاق ضرور ہو جائے گی اور زینب آپ کے نکاح میں آئے گی کیونکہ اس کے متعلق خدائے تعالیٰ نے صاف فرما دیا تھا پس ظاہر جو ہوا وہ یہی ہوا کہ زینب کو طلاق ہوئی اور وہ آنحضرت صلعم کے نکاح میں آگئی۔

خوب سمجھ لینا چاہئے یہاں چھپی ہوئی بات سے مراد طلاق و نکاح زینب کا علم ہے نہ کہ وہ بات جس کی طرف بعض مفسرین نے غلط اشارات کئے ہیں صاحب فتح البیان نے اس فضول قصے پر بعض عقلی اعتراضات بھی کئے ہیں آنحضرت صلعم کا زینب کو ناگہاں دیکھنا بالکل بے معنی بات ہے ظاہر ہے کہ وہ آپ کی پھوپھی کی بیٹی تھیں اور بچپن سے آپ اس کو دیکھتے تھے اگر وہ بات ہوتی جس کو بعض مفسرین نے لکھا ہے تو آپ پہلے ہی نکاح کرتے، زید سے نکاح کی نوبت ہی نہ آتی بخلاف اس کے واقعہ یہ ہے کہ آپ نے زید سے نکاح کرنے کے لئے اس کو آمادہ کیا اور جب زید طلاق پر آمادہ ہوئے تو ان کو ایسا کرنے سے روکتے رہے ان حقائق سامنے رکھتے ہوئے کون کہہ سکتا ہے کہ مفسرین کے مفروضہ قصے کی کچھ بھی حقیقت ہے۔

سورۂ احزاب کی ابتدائی آیات پر غور کرنے سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ کو رسم تبنّی کو قطعی طور پر مسدود کر دینا منظور تھا زید کا نکاح پھر طلاق اور اس کے بعد آنحضرت صلعم سے نکاح

یہ تمام باتیں قدرتاً اس لئے وقوع میں آئیں کہ تخیلِ تبنّی کا پورے طور پر انسداد ہو جائے اور قوم اسلام میں کوئی اس رسم کو قایم نہ کر سکے۔ چنانچہ یہ آیت سورۂ احزاب کے شروع میں موجود ہے۔

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَكُمْ اَبْنَاءَكُمْ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَائِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ

اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کی کہن ہے اور اللہ تو حق بات فرماتا ہے اور وہی لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے لے پالکوں کو ان کے حقیقی باپوں کے نام سے بلایا کرو یہی بات اللہ کے نزدیک زیادہ قرینِ انصاف ہے۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ ظہورِ اسلام سے پہلے عرب میں ظہار اور متبنّیٰ بنانا یہ دونوں رسمیں جاری تھیں متبنّیٰ کو اصلی بیٹے کی طرح سمجھا جاتا تھا خدائے تعالیٰ نے ان دونوں رسموں کو یہ فرما کر اٹھا دیا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ   اللہ نے کسی آدمی کے سینے میں دو دل نہیں رکھے

نہایت بلیغ انداز بیان ہے جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آدمی فطری طور پر ایسا پیدا کیا گیا ہے کہ اس کا میلان طبیعت دو طرف نہیں ہو سکتا۔ نفسیاتِ انسانی کا یہ بڑا نازک مسئلہ ہے۔

جس طرح متبنّیٰ کو اسلام نے تسلیم نہیں کیا اسی طرح ظہار کو بھی طلاق نہیں مانا ہے بلکہ اس کا ایک کفارہ ٹھہرا دیا ہے جس کی صراحت سورۂ مجادلہ میں موجود ہے۔

حضرت جویریہ

حضرت جویریہ بنی مصطلق کے قیدیوں میں سے تھیں اور آپ ثابت بن قیس صحابی کے حصے میں آئی تھیں انھوں نے کچھ مال کے عوض ان کو آزادی دے دینے پر رضامندی ظاہر کی وہ اس معاملہ میں امداد لینے کے لئے آنحضرت صلعم کے پاس آئیں آپ نے جویریہ کے عوض مال دے دیا اور ان کو آزاد کر کے ان سے نکاح کیا۔ اس وقت آنحضرت صلعم کی عمر مبارک انسٹھ سال کی تھی اور یہ ہجرت کا چھٹا سال تھا۔ جب صحابہ نے یہ دیکھا کہ حضرت جویریہ ازواجِ مطہرات میں داخل ہو گئیں تو آپ کی قوم کے سب قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا گویا تنہا حضرت جویریہ کی آزادی پورے خاندان کی آزادی کا سبب بنی اور اس طرح

آنحضرت صلعم نے ان سے نکاح کر کے محبت واخوت کی ایسی بنیاد ڈالی جو ترقیِ اسلام کا سبب بنی اور بہت سے مجبور قیدیوں کے لئے باعث آزادی۔ حضرت جویریہ کے والد اور ان کے دو بھائی بھی مشرف باسلام ہوئے۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں۔

فما رأینا امرأۃ کانت اعظم برکۃ علی قومھا منھا اعتق فی سببھا مائۃ اھل بیت من بنی مصطلق

تاریخ پر صحیح نظر رکھنے والا ان حالات وواقعات سے اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ آنحضرت صلعم نے اس نکاح سے بنی نوع انسان کی بہت بڑی خدمت کی اور وقت پر عاجزوں اور قیدیوں کی امداد کے لئے وہ کام کیا جس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ حضرت صفیہ کا نکاح بھی اسی قسم کا تھا اور اس سے بھی خلق اللہ کی امداد مقصود تھی جس کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت صفیہ

حضرت صفیہ بنی نضیر کے ایک سردار کی بیٹی تھیں اور اس سلسلے سے وہ گویا حضرت ہارون کی نسل سے تھیں۔ خوبصورت بھی تھیں یعنی باعتبار مرتبہ ونسل اور ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اپنی قوم میں ممتاز تھیں ان مراتب کے باوجود وہ سپاہی (دحیہ کلبی صحابی) کے قبضے میں تھیں بعض لوگوں کو رشک وحسد کی وجہ سے یہ اعتراض کرنے کا موقعہ ملا کہ ایسی جلیل القدر خاتون ایک معمولی سپاہی کے قبضے میں کیوں ہے بعض نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ اعتراض پیش کیا اور کہا کہ چونکہ وہ بنی نضیر کی سردار ہے اور ذاتی خوبیوں کی وجہ سے بھی مفتخر ہے اس لئے وہ سوائے آپ کے اور کسی شخص کے پاس نہ رہیں گی اور اگر وہ بدستور کے پاس رہیں گی تو مفسدہ پیدا ہو جانے کا احتمال ہے چنانچہ آپ نے واقعہ کی نزاکت کو ملحوظ سات لونڈیاں اس کے عوض دے کر اس لشکری سے ان کو اپنے قبضے میں لے لیا اور آزاد خواست کے مطابق ان سے نکاح کر لیا۔ (کرمانی)

صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں

آنحضرت صلعم نے حضرت صفیہ کو آزاد کرکے اختیار دے دیا تھا کہ وہ جہاں جاہیں رہیں اور اپنی قوم میں جا ملیں لیکن انھوں نے بطیب خاطر آنحضرت صلعم کی زوجیت میں رہنے کو پسند کیا اور کہا کہ میں آپ کی دعوت سے پہلے آپ پر ایمان لاچکی ہوں اب میں اپنی قوم میں شامل ہونا پسند نہیں کرتی اس واقعہ سے یہ بالکل ثابت ہے کہ آپ نے ان سے بوجہ حسن وجمال نکاح نہیں کیا بلکہ چند ایسے حقایق کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کیا جو تبلیغِ اسلام کی ترقی کا باعث بھی تھے اور انسانی ہمدردی کی تکمیل کا بھی۔ تاریخ شاہد ہے کہ اس تزویج کا یہودیوں پر ایک خاص اثر مرتب ہوا اور اشاعتِ اسلام کے لئے کئی راہیں کھل گئیں ۔

اس وقت آپ کی عمر ساٹھ سال کی تھی کون کہہ سکتا ہے کہ اس عمر میں حسن وجمال کی وجہ سے یہ نکاح کیا گیا اس کے علاوہ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ آپ نے حضرت صفیہ سے عقد کرنے کے باوجود حضرت ام حبیبہ اور حضرت میمونہ سے بھی نکاح کیا جن کی عمریں اس وقت اسی سال کی تھیں، اس قسم کے واقعات صاف دلالت کرتے ہیں اس حقیقت کی طرف کہ آپ بیواؤں کی پرورش اور عاجزوں کی امداد اور تبلیغِ رسالت کی خاطر تکثر ازدواج کو ضروری سمجھتے تھے۔ اغراضِ نفسانی کو ان معاملات میں کوئی دخل نہ تھا۔

حضرت ام حبیبہ

حضرت ام حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی تھیں اور انھوں نے اپنے مسلمان شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی یہ ان کی دلیری اور اسلام پرستی کا بہت بڑا ثبوت ہے، ان کا شوہر حبشہ پہنچ کر نصرانی ہوگیا تھا اور اس کے بعد فوت ہوگیا۔ لیکن آپ بدستور اسلام پر قایم رہیں ایسی قوتِ ایمانی اور محبتِ اسلام کی مثالیں کم ملتی ہیں کہ آپ پردیس میں بیوگی اور بیچارگی کے عالم میں بسر کررہی تھیں اور بدستور اسلام پر قایم تھیں۔ آنحضرت صلعم کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو آپ نے فوراً نجاشی کے پاس حضرت ام حبیبہ کے نکاح کا پیغام بھیجا صاحب زاد المعاد لکھتے ہیں

ان ام حبیبۃ کانت تحت عبد اللہ ابن جحش وولدت لہ وھاجر بھا وھما مسلمان الی الارض الحبشۃ ثم تنصر وثبتت ام حبیبۃ علی اسلامھا

جس وقت نجاشی کے پاس آنحضرت صلعم کا پیغام پہنچا اس نے ازراہ ہمدردی چار ہزار درم

اپنے پاس سے بطور مہر ادا کر کے آنحضرت صلعم کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ ایک صحابی کے ہمراہ جن کا نام شرحبیل ابن حسنہ تھا ام حبیبہ کو مدینہ روانہ کر دیا اس نکاح سے ایک بہت بڑی غرض یہ تھی کہ ابو سفیان جو آنحضرت صلعم کا شدید دشمن تھا وہ اس مناکحت کے اثرات سے متاثر ہو اور اپنی دشمنی و عداوت کی بری عادات سے توبہ کر کے داخلِ اسلام ہو جائے اور سلسلۂ انس و محبت کی بنیاد قائم ہو تاریخ اسلام کا مشہور واقعہ ہے کہ صلح حدیبیہ کے بعد ایک مرتبہ ابو سفیان مدینہ میں آنحضرت صلعم کے دولتکدہ پر پہنچا تو ام حبیبہ نے اس کو آنحضرت صلعم کے فرش پر نہ بیٹھنے دیا یہ محبت اسلام اور تعظیم نبوت کا جذبہ تھا کہ جس نے اجازت نہ دی کہ وہ اپنے باپ کو جو اس وقت شرک کی نجاستوں سے ملوث تھا، فرش نبوت پر بیٹھنے دے ابو سفیان یہ دیکھ کر کہ ام حبیبہ اسلام اور صاحب اسلام کا کس قدر احترام کرتی ہیں سخت حیران ہوا اگرچہ یہ واقعہ صداقتِ اسلام کا ایک حیرت انگیز معجزہ تھا لیکن ابھی وقت نہ آیا تھا کہ ابو سفیان دعوتِ حق پر لبیک کہے بعض موانعات کی بنا پر وہ اسلام لانے سے رکا اور فتح مکہ کے بعد جب وقت آیا تو داخل اسلام ہوا حقیقت یہ ہے کہ صداقت تو اپنا سکہ جما چکی تھی مگر اس کے ظہور و اعتراف کے لئے ایک دوسرا وقت مقرر تھا۔

حضرت میمونہ

حضرت میمونہ کے نکاح سے بیوہ پروری کے علاوہ آنحضرت صلعم دعوت و تبلیغ اسلام کے لئے ایک ایسی فضا تیار کرنا چاہتے تھے کہ جس کے اثرات دور رس ہوں اور بلا کسی مزاحمت کے اشاعت اسلام کے لئے راہیں کشادہ ہوں، حضرت میمونہ کے اقربا آنحضرت صلعم کے سخت ترین مخالف تھے اور ان کی دشمنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ آپ اس نکاح کے ذریعہ اس ظلمت انگیز گھٹا سے فضا کو پاک کرنا چاہتے تھے۔ حضرت میمونہ کی ہمشیرہ ام الفضل حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں جس وقت آنحضرت صلعم ہجرت کے بعد عمرۃ القضا کے لئے مکہ میں پہونچے تو آپ نے حضرت جعفر کے ذریعہ میمونہ کو نکاح کا پیغام بھیجا چونکہ میمونہ حضرت عباس کو اپنے متعلق اختیار دے چکی تھیں اس لئے انہوں نے آنحضرت صلعم سے انکا نکاح کر دیا آپ عمرہ سے فارغ ہو چکے اور تین روز کے بعد مکہ کو چھوڑ دیا

تھا حسب معاہدہ حدیبیہ کفار مکہ معاہدہ کی تکمیل کے لئے مصر ہوئے اور خصوصاً سہیل وغیرہ جو حضرت میمونہ کے اقربا میں سے تھے بتاکید آنحضرت صلعم سے کہنے لگے کہ آپ مکہ کو چھوڑ دیں۔ تین روز گزر چکے۔

اگرچہ حضرت سعد بن عبادہ نے اس موقع پر سختی سے جواب دئے لیکن آنحضرت صلعم نے نہایت نرمی اور رفق و مدارات سے گفتگو فرمائی آپ نے ایک سیاسی اور حکمت آمیز پہلو ان کے سامنے رکھا اور فرمایا۔

اے لوگو میں نے تمہاری قوم کی ایک عورت سے نکاح کیا ہے میں اس سے زفاف چاہتا ہوں اور اس سلسلے میں دعوت طعام کا انتظام کیا جائے گا آپ اور ہم سب ملکر متفقہ طور پر اس دعوت میں شریک ہوں۔

جن لوگوں نے دعوت و تبلیغ حق کے منشا کو سمجھا ہے وہ آنحضرت صلعم کے اس طریق مدارات کو سمجھیں گے یہ اخلاق انسانی کا ایسا نمونہ ہے جس کی مثال دیگر انبیاء علیہم السلام کی تاریخ میں بھی مشکل سے ملے گی مخالفین اسلام کو حق کی تائید کے لئے آمادہ کرنے کا کیا اس سے بہتر بھی کوئی طریقہ ہو سکتا تھا۔ اگرچہ اس وقت ان لوگوں پر ان پُرخلوص الفاظ کا اثر نہ ہوا اور آپ نے مکہ سے روانگی کا حکم دیا لیکن مقام صرف میں جاکر اس رسم کو پورا کیا اس واقعہ کے دو مہینے بعد آپ کی اس مصلحت انگیز تدبیر اور مصالحانہ طرز عمل کا یہ اثر مرتب ہوا کہ خالد بن ولید عمرو بن عاص اور عثمان بن طلحہ جیسے با اثر لوگ مدینہ میں حاضر ہو کر مشرف با اسلام ہوئے۔

ان حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے ہر صاحب عقل و دانش کو یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ یہ نکاح صرف پرورش بیوگان اور یتامیٰ کی تربیت کے لئے ہی نہیں بلکہ تبلیغ و دعوت حق کے اس فرض منصبی کی ادائیگی کے لئے بھی کیا گیا جس کی تکمیل کے لئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ تاریخ اسلام پر نظر رکھنے والے واقف ہیں کہ صرف خالد بن ولید کی ہستی ایک ایسی ہستی ہے کہ جس نے تاریخ اسلام میں بڑے بڑے انقلاب انگیز واقعات کا اضافہ کیا۔

حضرت میمونہ کا نکاح اور صلح حدیبیہ یہ دونوں واقعے ایسے ہیں کہ جن کے وقوع کے بعد تبلیغ واشاعت اسلام کے لئے ایسی راہیں کھلیں کہ جن کو دنیا آج تک حیرت انگیز نگاہوں سے دیکھ رہی ہے اور دیکھتی رہے گی۔

تکثرِ ازواج آنحضرت صلعم کے متعلق جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے اس کو انصاف کی نگاہ سے دیکھنے کے بعد اعتراض کا کوئی بھی پہلو پیدا نہیں ہو سکتا۔

یہ مختصر مضمون، مجمع البحار۔ زاد المعاد۔ کرمانی۔ مدارج النبوۃ وغیرہ اور بعض کتب احادیث پر ایک سرسری نظر ڈال کر مرتب کیا گیا ہے۔
واقعات کو تفصیل سے دیکھنے کے لئے کتب مذکور کا مطالعہ کرنا چاہیئے۔

اسلام کا نظامِ مساجد

اسلام کے نظامِ مساجد کے تمام گوشوں اور تمام پہلوؤں پر ایک معتبر و مستند، جامع و مکمل کتاب جو ہماری زبان میں پہلی مرتبہ وجود میں آئی ہے بڑے بڑے عنوانات ملاحظہ ہوں۔ قدرتی نظامِ اجتماع۔ دعوتِ اجتماع، قدرتی نظامِ وحدت، باطنی اصلاح، دربارِ الٰہی اسلام کی نظر میں، مسجدوں کی تزئین، مواضع مسجد، دربارِ الٰہی میں دنیا کے کام، دربارِ الٰہی کی صفائی، وقف اور تولیت، متفرق احکام مساجد۔

ابتداء میں نقاب کشائی کے عنوان سے حضرت مولانا سید مناظر احسن صاحب کا ایک مختصر تعارف ہے جس کے آخر میں موصوف تحریر فرماتے ہیں "عربی میں شام کے ایک عالم جمال الدین القاسمی کی کتاب اس باب میں مشہور تھی مگر میرا خیال ہے کہ احتواء و احاطہ میں مولانا ظفیر الدین کی کتاب کو دیکھ کر کم ترک الاول للاخر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے تقطیع ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۴۴۴ قیمت تین روپے آٹھ آنے مجلد چار روپے آٹھ آنے

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی